

آل انڈیا ریڈیو پر وزیر اعظم کی من کی بات کا متن

Posted On: 30 APR 2017 8:13PM by PIB Delhi

نئی دہلی۔ 30 اپریل۔ میرے پیارے ہم وطنوں، نمسکار۔ ہر 'من کی بات' سے پہلے، ملک کے ہر کونے سے، ہر عمر کے لوگوں سے، 'من کی بات' کو لے کر کے ڈھیر ساری تجاویز آتی ہیں۔ ریڈیو پر ہیں، ٹیلی ویژن پر ہیں، مائی گوو کے ذریعے آتی ہیں، فون سے آتی ہیں، ریکارڈڈ میسیج سے آتی ہیں۔ اور جب کبھی میں اسے وقت نکال کر دیکھتا ہوں تو میرے لئے ایک خوشگوار تجربہ ہوتا ہے۔ اتنی مختلف قسم کی جانکاریاں ملتی ہیں۔ ملک کے ہر کونے میں طاقتوں کا انبار پڑا ہے۔ سادھک کی طرح معاشرے میں کھپے ہوئے لوگوں کی خدمات، دوسری طرف شاید حکومت کی نظر بھی نہیں جاتی ہو گی، ایسے مسائل کا بھی انبار نظر آتا ہے۔ شاید انتظامیہ بھی عادی ہو گئی ہو گی، لوگ بھی عادی ہو گئے ہوں گے۔ اور میں نے محسوس کیا ہے کہ بچوں کی خواہشات، نوجوانوں کی ترغیبات، بڑوں کے تجربے کا نچوڑ، طرح طرح کی باتیں سامنے آتی ہیں۔ ہر بار جتنے 'من کی بات' کے لیے آتے ہیں، حکومت میں اس کا تفصیلی تجزیہ ہوتا ہے۔ تجویز کس قسم کی ہیں، شکایات کیا ہیں، لوگوں کے تجربے کیا ہیں۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ انسان کا مزاج ہوتا ہے دوسرے کو مشورہ دینے کا۔ ٹرین میں، بس میں جاتے اور کسی کو کھانسی آ گئی تو فوری طور پر دوسرا آکر کے بتاتا کہ ایسا کرو۔ مشورہ دینا، تجویز پیش کرنا گویا کہ ہمارے یہاں فطرت میں شامل ہے۔ شروع میں 'من کی بات' کو لے کر کے بھی جب تجویز آتی تھی، مشورہ کے لفظ سنائی دیتے تھے، پڑھنے کو ملتے تھے تو ہماری ٹیم کو بھی یہی لگتا تھا کہ یہ بہت سے لوگوں کی شاید یہ عادت ہو گی، لیکن ہم نے ذرا قریب سے دیکھنے کی کوشش کی تو میں حقیقت میں جذباتی ہو گیا۔ بیشتر تجاویز دینے والے لوگ وہ ہیں، مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرنے والے لوگ وہ ہیں جو لفظوں میں آپ کی زندگی میں کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔ کچھ اچھا ہو اس پر وہ اپنی عقل، طاقت، قوت، حالات کے مطابق کوشاں ہیں۔ اور یہ چیزیں جب ذہن میں آئیں تو مجھے لگا کہ یہ تجاویز عام نہیں ہیں۔ یہ تجربے کے نچوڑ سے نکلی ہوئی ہیں۔ کچھ لوگ تجویز اس لئے بھی دیتے ہیں کہ ان کو لگتا ہے کہ اگر یہی خیال وہاں، جہاں کام کر رہے ہیں، وہ غور کریں تو اور لوگ سنیں اور اس کو ایک وسیع پیمانے پر مل جائے تو بہت لوگوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور اس لئے ان کی قدرتی خواہش رہتی ہے کہ 'من کی بات' میں اگر اس کا ذکر ہو جائے۔ یہ تمام باتیں میری نظر میں انتہائی مثبت ہیں۔ میں سب سے پہلے تو زیادہ سے زیادہ تجویز جو کام کرنے والوں کی ہیں، معاشرے کے لیے کچھ نہ کچھ کر گزرنے والے لوگوں کی ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اتنا ہی نہیں میں نے کسی بات کا جب میں ذکر کرتا ہوں تو، ایسی ایسی چیزیں ذہن میں آتی ہیں، تو بڑا ہی لطف اندوز ہوتا ہوں۔ پچھلی 'من کی بات' میں کچھ لوگوں نے مجھے مشورہ دیا تھا غذا کی بربادی ہو رہی ہے، اس سلسلے میں تشویش ظاہر کی تھی اور میں نے ذکر کیا۔ اور جب ذکر کیا تو اس کے بعد ٹرینڈر مودی ایپ پر، مائی گوو پر ملک کے کئی کونے سے کئی لوگوں نے، کیسے کیسے جدید خیالات کے ساتھ کھانے کی بربادی کو بچانے کے لیے کیا کیا استعمال کئے ہیں۔ میں نے بھی کبھی سوچا نہیں تھا آج ہمارے ملک میں خاص طور پر نوجوان نسل، طویل عرصے سے اس کام کو کر رہی ہے۔ کچھ سماجی ادارے کرتے ہیں، یہ تو ہم کئی سال سے جانتے آئے ہیں، لیکن میرے ملک کے نوجوان اس میں مصروف ہیں۔ یہ تو مجھے بعد میں پتہ چلا۔ بہت سے لوگوں نے مجھے ویڈیو بھیجے ہیں۔ بہت سے مقامات ہیں جہاں روٹی بینک چل رہی ہیں۔ لوگ روٹی بینک میں، آپ یہاں سے روٹی جمع کرواتے ہیں، سبزی جمع کرواتے ہیں اور جو ضرورت مند لوگ ہیں وہ وہاں سے اسے حاصل بھی کر لیتے ہیں۔ دینے والے کو بھی اطمینان ہوتا ہے، لینے والے کو بھی کبھی نیچا نہیں دیکھنا پڑتا ہے۔ معاشرے کے تعاون سے کس طرح کام ہوتے ہیں، اس کی یہ مثال ہے۔

آج اپریل مہینہ مکمل ہو رہا ہے، آخری دن ہے۔ 1 مئی کو گجرات اور مہاراشٹر کا یوم تاسیس ہے۔ اس موقع پر دونوں ریاستوں کے شہریوں کو میری طرف سے بہت بہت مبارکباد۔ دونوں ریاستوں نے ترقی کی نئی نئی اونچائیوں کو پار کرنے کی مسلسل کوشش کی ہیں۔ ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور دونوں ریاستوں میں عظیم لوگوں کی مسلسل سیریز اور معاشرے کے ہر شعبے میں ان کی زندگی ہمیں ترغیب دیتی رہتی ہے۔ اور ان عظیم لوگوں کو یاد کرتے ہوئے ریاست کے یوم تاسیس پر 2022، آزادی کے 75 سال، ہم اس ریاست کو، اپنے ملک کو، اپنے معاشرے کے لیے، آپ کے شہر کو، اپنے خاندان کو کہاں پہنچائیں گے اس کا عہد کرنا چاہیے۔ اس عہد کو ثابت کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنی چاہئے اور تمام شہریوں کے تعاون سے آگے بڑھنا چاہیے۔ میری ان دونوں ریاستوں کو بہت بہت مبارکباد۔

ایک زمانہ تھا جب ماحولیاتی تبدیلی یہ تعلیمی دنیا کا موضوع رہتا تھا، سیمینار کا موضوع رہتا تھا۔ لیکن آج، ہم لوگوں کی روزمرہ کی زندگی میں، ہم تجربے بھی کرتے ہیں، حیرت بھی کرتے ہیں۔ قدرت نے بھی، کھیل کے سارے قوانین تبدیل کر دیئے ہیں۔ ہمارے ملک میں مئی جون میں جو گرمی ہوتی ہے، وہ اس بار مارچ اپریل میں تجربہ کرنے کی نوبت آ گئی اور مجھے 'من کی بات' پر جب میں لوگوں کی تجاویز لے رہا تھا، تو بیشتر تجاویز ان موسم گرما کے وقت کیا کرنا چاہئے، اس پر لوگوں نے مجھے مشورہ دیئے ہیں۔ ویسے ساری باتیں مقبول ہیں، نیا نہیں ہوتا ہے لیکن پھر بھی وقت پر اس کو پھر سے یاد کرنے سے بہت کام آتا

کوئی جناب پرشانت کمار مشرا، ٹی ایس کار تک ایسے متعدد دوستوں نے پرندوں کی فکر کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بالکنی میں، چھت پر، پانی رکھنا چاہیے اور میں نے دیکھا ہے کہ خاندان کے چھوٹے چھوٹے بچے اس بات کو بخوبی کرتے ہیں۔ ایک بار ان کے ذہن میں آجائے کہ یہ پانی کیوں بھرنے چاہیے تو وہ دن میں 10 بار دیکھنے جاتے ہیں کہ جو برتن رکھا ہے اس میں پانی ہے کہ نہیں ہے اور دیکھتے رہتے ہیں کہ پرندے آئے کہ نہیں آئے۔ ہمیں تو لگتا ہے کہ یہ کھیل چل رہا ہے لیکن صحیح معنوں میں، لڑکے کے دماغ میں یہ احساسات جگانے کا ایک حیرت انگیز احساس ہے۔ آپ بھی کبھی دیکھیے جانوروں-پرندوں کے ساتھ تھوڑا سا بھی لگاؤ ایک نئے لطف کے احساس کو پیدا کرتا ہے۔

کچھ دن پہلے مجھے گجرات سے جناب جگت بھائی نے اپنی ایک کتاب بھیجی ہے 'سیو دا اسپیرور' اور جس میں انہوں نے چڑیا کی تعداد جو کم ہو رہی ہے اس کی فکر تو ہے لیکن خود انہوں نے مشن موڈ میں اس کے تحفظ کے لئے کیا استعمال کئے ہیں، کیا کئے ہیں، بہت اچھا بیان اس کتاب میں ہے۔ ویسے ہمارے ملک میں تو جانوروں-پرندوں، فطرت اس کے ساتھ شریک زندگی کی بات، اس رنگ سے ہم رنگے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی یہ ضروری ہے کہ اجتماعی طور پر ایسی کوششوں کو تقویت دینی چاہیے۔ جب میں گجرات میں وزیر اعلیٰ تھا تو 'داودی بوہرا سماج' کے مذہبی رہنما سیدنا صاحب کو سو سال ہوئے تھے۔ وہ 103 سال تک زندہ رہے تھے اور ان سو سال خاطر بوہرا سماج نے برہانی فاؤنڈیشن کی جانب اسپیروکو بچانے کے لئے ایک بہت بڑی مہم چلائی تھی۔ اس کی شروعات کرنے کا مجھے موقع ملا تھا۔ قریب 52 ہزار برڈ فیڈر انہوں نے دنیا کے کونے کونے میں تقسیم کئے تھے۔ گنیز بُک آف ورلڈ ریکارڈس میں بھی اس کو مقام ملا تھا۔

کبھی کبھی ہم اتنے مصروف ہوتے ہیں تو، اخبار دینے والا، دودھ دینے والا، سبزی دینے والا، ڈاکیا، کوئی بھی ہمارے گھر کے دروازے سے آتا ہے، لیکن ہم بھول جاتے ہیں کہ موسم گرما کے دن ہیں ذرا پہلے اس کو پانی کا تو پوچھیں !

نوجوان دوستو، کچھ باتیں آپ کے ساتھ بھی تو میں کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کبھی کبھی فکر ہو رہی ہے کہ ہماری نوجوان نسل میں بہت سے لوگوں کو کمفرٹ زون میں ہی زندگی گزارنے میں مزہ آتا ہے۔ ماں باپ بھی بڑے ایک دفاعی حالت میں ہی ان کا دفاع کرتے ہیں۔ کچھ دوسرے ایکسٹریم بھی ہوتے ہیں لیکن زیادہ تر کمفرٹ زون والا نظر آتا ہے۔ ابھی امتحانات ختم ہو چکے ہیں۔ چھٹیوں کا مزا لینے کے لیے منصوبے بن چکے ہوں گے۔ موسم گرما کی چھٹی گرمیاں ہونے کے بعد بھی ذرا اچھا لگتا ہے۔ لیکن میں نے ایک دوست کے طور پر اچھی چھٹی کیسے گزاری جائے، کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کچھ لوگ ضرور استعمال کریں گے اور مجھے بتائیں گے بھی۔ کیا آپ چھٹی کے اس وقت کا استعمال، میں تین تجاویز دیتا ہوں اس میں سے تینوں کریں تو بہت اچھی بات ہے لیکن تین میں سے ایک کرنے کی کوشش کریں۔ یہ دیکھیں کہ نیا تجربہ ہو، کوشش کریں کہ نئے ہنر کا موقع اٹھائیں، کوشش کریں کہ جس کے بارے میں نہ کبھی سنا ہے، نہ دیکھا ہے، نہ سوچا ہے، نہ جانتے ہیں پھر بھی وہاں جانے کی خواہش کرتا ہے اور چلے جائیں۔ نئے ہنر، نیا تجربہ، نئی جگہ کبھی کبھار کسی چیز کو ٹی وی پر دیکھنا یا کتاب میں پڑھنا یا جاننے والوں سے سنا اور اسی چیز کو خود تجربہ کرنا تو دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہوتا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا اس چھٹی میں جہاں بھی آپ کو تجسس ہے اسے جاننے کیلئے کوشش کیجئے، نیا تجربہ کیجئے۔ مثبت تجربہ ہو، تھوڑا کمفرٹ زون سے باہر لے جانے والا ہو۔ ہم درمیانے طبقے کے خاندان کے ہیں، خوش خاندان کے ہیں۔ کیا دوست کبھی دل چاہتا ہے کہ ریزرویشن کئے بغیر ریلوے کے سیکنڈ کلاس میں ٹکٹ لے کر کے چڑھ جائیں، کم از کم 24 گھنٹے کا سفر کریں۔ کیا تجربہ سامنے آتا ہے۔ ان مسافروں کی باتیں کیا ہیں، وہ اسٹیشن پر اتر کر کیا کرتے ہیں، شاید سال بھر میں جو سیکھ نہیں پاتے ہیں اس 24 گھنٹے میں بغیر ریزرویشن والی، بھیڑ بھاڑ والی ٹرین میں سونے کو بھی نہ ملے، کھڑے کھڑے جانا پڑے۔ کبھی تو تجربہ کیجئے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں بار بار کریے، ایک آدم بار تو کریے۔ شام کا وقت ہو اپنی فٹبال لے کر، والی بال لے کر کے یا کوئی بھی کھیل-کود کا ذریعہ لے کر بے حد غریب بستی میں چلے جائیں۔ ان غریب بچوں کے ساتھ خود کھیلیے، آپ دیکھئے، شاید زندگی میں کھیل سے اس طرح کا لطف پہلے کبھی نہیں ملا ہو گا۔ ایسا کوئی مل جائے گا۔ معاشرے میں اس قسم کی زندگی گزارنے والے بچوں کو جب آپ کے ساتھ کھیلنے کا موقع ملے گا، آپ نے سوچا ہے ان کی زندگی میں کتنی بڑی تبدیلی آئے گی۔ اور میں یقین کرتا ہوں ایک بار جائیں گے، بار بار جانے کا من کر یگا۔ یہ تجربہ آپ کو بہت کچھ سکھائے گا۔ بہت سے رضاکار تنظیم خدمات دینے کا کام کرتی ہیں۔ آپ تو گوگل گرو سے جڑے ہوئے ہیں اس پر ڈھونڈئیے۔ کسی ایسے تنظیم کے ساتھ 15 دن، 20 دن کے لیے شامل ہو جائیں، چلے جائیں، جنگلوں میں چلے جائیں۔ کبھی کبھی بہت سے سمر کیمپ لگتے ہیں، پرسنلٹی ڈولپمنٹ کے لگتے ہیں، کئی قسم کی ترقی کے لئے لگ رہے ہو اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ کبھی آپ کو لگتا ہے کہ آپ نے ایسے سمر کیمپ کیئے ہوں، پرسنلٹی ڈولپمنٹ کا کورس کیا ہو۔ آپ بغیر پیسے لیے معاشرے کے ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کو ایسا موقع نہیں ملا ہے اور جو آپ نے سیکھا ہے، ان کو سکھائیے۔ کس طرح کیا جا سکتا ہے، آپ ان کو سکھا سکتے ہیں۔ مجھے اس بات کی بھی فکر ستا رہی ہے کہ ٹکنالوجی دوریاں کم کرنے کے لیے آئی، ٹکنالوجی سرحدیں ختم کرنے کے لیے آئی۔ لیکن اس کا مضر اثر یہ ہوا ہے کہ ایک ہی گھر میں چھ لوگ ایک ہی کمرے میں بیٹھیں ہوں لیکن دوریاں اتنی ہوں کہ تصور ہی نہیں کر سکتے۔ کیوں؟ ہر کوئی ٹکنالوجی سے کہیں اور مصروف ہو گیا ہے۔ اجتماعیت بھی ایک رسم، اجتماعیت ایک طاقت ہے۔ دوسرا میں نے کہا کہ ہنر۔ کیا آپ کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ آپ کو کچھ نیا سیکھیں! آج مقابلہ کا دور ہے۔ امتحانات میں اتنے ڈوبے ہوئے رہتے ہیں۔ اچھے سے اچھے پوائنٹس حاصل کرنے کے لئے کھپ جاتے ہیں، کھو جاتے ہیں۔ چھٹی میں بھی کوئی نہ کوئی کوچنگ کلاس لگا رہتا ہے، اگلے امتحان کی فکر رہتی ہے۔ کبھی کبھی ڈر لگتا ہے کہ روبرو تو نہیں ہو رہی ہماری نوجوان نسل۔ مشین کی طرح زندگی نہیں گزار رہی۔

دوستوں، زندگی میں بہت کچھ بننے کا خواب، اچھی بات ہے، کچھ کر گزرنے کے ارادے اچھی بات ہے، اور کرنا بھی چاہیے۔ لیکن یہ بھی دیکھئے کہ اپنے اندر جو انسانی عنصر ہے وہ تو کہیں مایوس نہیں ہو رہا ہے، ہم انسانی خصوصیات سے کہیں دور تو نہیں چلے جا رہے ہیں! ہنر کی ترقی میں اس پہلو پر تھوڑا زور دیا جا سکتا ہے کیا! ٹکنالوجی سے دور، خود کے ساتھ وقت گزارنے کی رہی ہماری نوجوان نسل۔ مشین کی طرح زندگی نہیں گزار رہی۔

دوستوں، زندگی میں بہت کچھ بننے کا خواب، اچھی بات ہے، کچھ کر گزرنے کے ارادے اچھی بات ہے، اور کرنا بھی چاہیے۔ لیکن یہ بھی دیکھئے کہ اپنے اندر جو انسانی عنصر ہے وہ تو کہیں مایوس نہیں ہو رہا ہے، ہم انسانی خصوصیات سے کہیں دور تو نہیں چلے جا رہے ہیں! ہنر کی ترقی میں اس پہلو پر تھوڑا زور دیا جا سکتا ہے کیا! ٹکنالوجی سے دور، خود کے ساتھ وقت گزارنے کی

کوشش کر رہی۔ موسیقی کا کوئی اہم کردار سیکھ رہے ہیں، کوئی نئی زبان کے 50-5 جملے سیکھ رہے ہیں، تمل ہو، تیلگو ہو، آسامی ہو، بنگلہ ہو، ملیالم ہو، گجراتی ہو، مراٹھی ہو، پنجابی ہو۔ کتنی مختلف حالتوں سے بھرا ہوا ملک ہے اور نظر کریں تو ہمارے آس پاس میں ہی کوئی نہ کوئی سکھانے والا مل سکتا ہے۔ تیراکی نہیں آتی تو تیراکی سیکھیں، ڈرائنگ کریں، یہاں تک کہ اگر بہترین ڈرائنگ نہیں آئے گی لیکن کچھ تو کاغذ پر ہاتھ لگانے کی کوشش کریں۔ آپ کے اندر جو جذبہ ہے وہ ظاہر ہونے لگ جائے گا۔ کبھی کبھی چھوٹے چھوٹے کام جس کو ہم کہتے ہیں - ہمیں، کیوں نہ دماغ کرے، ہم سیکھیں! آپ کار ڈرائیونگ تو سیکھنے کو دل کرتا ہے! کیا کبھی آٹو رکشا سیکھنے کو دل کرتا ہے کیا! آپ سائیکل تو چلا لیتے ہیں، لیکن تھری وہیلر والی سائیکل جو لوگوں کو لے کر کے جاتے ہیں - کبھی چلانے کی کوشش کی ہے کیا! آپ دیکھیں یہ سارے نئے استعمال یہ ہنر ایسا ہے کہ آپ اس سے لطف اندوز بھی ہوں گے اور زندگی کو ایک دائرے میں جو باندھ دیا ہے نہ اس سے آپ کو باہر نکال دے گی۔ آؤٹ آف باکس کچھ کریے دوست - زندگی بنانے کا یہی تو موقع ہوتا ہے۔ اور آپ کو لگتا ہوگا کہ سارے امتحان، ختم ہو جائے، کیریئر کے نئے پڑاؤ پر جاؤں گا تب سیکھوں گا تو وہ تو موقع نہیں آئے گا۔ پھر آپ دوسرے جھنجھٹ میں پڑ جائیں گے اور اس لئے میں آپ سے کہوں گا، اگر آپ کو جادو سیکھنے کا شوق ہو تو کارڈ کی جادو سیکھیے۔ اپنے یاروں-دوستوں کو جادو دکھاتے رہیے۔ کچھ نہ کچھ ایسی چیزیں جو آپ نہیں جانتے ہیں اس کو جاننے کی کوشش کیجئے، اس سے آپ کو ضرور فائدہ ہو گا۔ آپ کی اندرونی انسانی طاقتوں کو شعور ملے گا - ترقی کے لیے بہت اچھا موقع بنے گا۔ میں اپنے تجربے سے کہتا ہوں دنیا کو دیکھنے سے جتنا سیکھنے سمجھنے کو ملتا ہے جس کی ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ نئے نئے مقام، نئے نئے شہر، نئے نئے گاؤں، نئے نئے علاقے - لیکن جانے سے پہلے کہاں جا رہے ہیں - اس کی مشق اور جا کر ایک عجیب طرح سے اسے دیکھنا، سمجھنا، لوگوں سے بات کرنا، ان سے پوچھنا یہ اگر کوشش کی تو اسے دیکھ کر لطف کچھ اور کرے گا - آپ ضرور کوشش کیجئے اور طے کیجئے سفر زیادہ نہ کریں۔ ایک جگہ پر جا کر تین دن، چار دن لگائیے۔ پھر دوسرے مقام پر جائیں وہاں تین دن - چار دن لگائیے۔ اس سے آپ کو بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ میں چاہوں گا اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ جب جا رہے ہیں تو مجھے تصویر بھی شیئر کیجئے۔ نیا کیا دیکھا؟ کہاں گئے تھے؟ آپ پیش ٹیگ انکریڈیبل انڈیا اس کا استعمال کر کے اپنے ان تجربات کو شیئر کیجئے۔

دوستوں، اس بار حکومت ہند نے بھی آپ کے لیے بڑا اچھا موقع دیا ہے۔ نئی نسل تو کیش سے قریب قریب مفت ہی ہو رہی ہے۔ اس کو نقد کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ڈیجیٹل کرنسی میں یقین کرنے لگ گئی ہے۔ آپ تو کرتے ہیں لیکن اسی منصوبہ بندی سے آپ کمائی بھی کر سکتے ہیں - آپ نے سوچا ہے۔ حکومت ہند کا ایک منصوبہ ہے۔ اگر بھیم ایپ جو کہ آپ ڈاؤن لوڈ کرتے ہوں گے۔ آپ استعمال بھی کرتے ہوں گے۔ لیکن کسی اور کو ریفر کریں۔ کسی اور کو شامل کریں اور وہ نیا شخص اگر لین دین کرے، اقتصادی کاروبار تین بار کرے تو اس کام کو کرنے کے لیے آپ کو 10 روپے کی کمائی ہوتی ہے۔ آپ کے اکاؤنٹ میں حکومت کی طرف سے 10 روپے جمع ہو جائے گا۔ اگر دن میں آپ نے 20 لوگوں سے کروا لیا تو آپ شام ہوتے - ہوتے 200 روپے کما لیں گے۔ تاجروں کی بھی کمائی ہو سکتی ہے، طلباء کو بھی کمائی ہو سکتی ہے۔ اور یہ منصوبہ 14 اکتوبر تک ہے۔ ڈیجیٹل انڈیا بنانے میں خوشی خوشی شرکت کریں گے نیو انڈیا۔ آپ ایک واچ ڈاگ بن جائیں گے، تو چھٹی کی چھٹی اور کمائی کی کمائی - ریفر اینڈ ارن۔

عام طور پر ہمارے ملک میں وی آئی پی کلچر کے مطابق ایک نفرت کا ماحول ہے لیکن یہ اتنا گہرا ہے - یہ مجھے ابھی ابھی تجربہ ہوا۔ جب حکومت نے طے کر دیا کہ اب ہندوستان میں کتنا ہی بڑا شخص کیوں نہ ہو، وہ اپنی گاڑی پر لال بتی لگا کر کے نہیں گھومے گا۔ وہ ایک قسم سے وی آئی پی کلچر کی علامت بن گیا تھا لیکن تجربے یہ کہتا تھا کہ لال بتی تو وہیکل پر لگتی تھی، گاڑی پر لگتی تھی، لیکن آہستہ آہستہ وہ دماغ میں گھس جاتی تھی اور دماغی حیوانات پر وی آئی پی کلچر پنپ چکا ہے۔ ابھی تو لال بتی ہوتی ہے اس کے لیے کوئی یہ تو دعویٰ نہیں کر پائے گا کہ دماغ میں جو سرخ روشنی گھس گئی ہے وہ نکل گئی ہو گی۔ مجھے بڑا دلچسپ ایک فون کال آیا۔ خیر اس فون میں انہوں نے خدشہ بھی ظاہر کیا ہے لیکن اس وقت اتنا اسٹائل آتا ہے اس فون کال سے کہ عام آدمی یہ چیزیں پسند نہیں کرتا۔ اسے فاصلہ محسوس ہوتا ہے۔

"ہیلو وزیر اعظم جی میں شیوا چوبے بول رہی ہوں، جبل پور مدھیہ پردیش سے۔ میں گورنمنٹ کے ریڈ بیکن لائٹ بین کے بارے میں کچھ بولنا چاہتی ہوں۔ میں نے ایک لائن پڑھی نیوزپیپر میں جس میں لکھا تھا "ایوری انڈین از اے وی آئی پی آن روڈ" یہ سن کے مجھے بہت فخر محسوس ہوا اور خوشی بھی ہوئی کہ آج میرا ٹائم بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ مجھے ٹریفک جام میں نہیں پھنسنے ہے اور مجھے کسی کے لیے رکنا بھی نہیں ہے۔ تو میں آپ کو دل سے بہت شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اس فیصلے کیلئے۔ اور یہ جو آپ نے سوچہ بھارت مہم چلائی ہے اس میں ہمارا ملک ہی نہیں صاف ہو رہا ہے، ہمارے روڈو سے وی آئی پی کی داداگری بھی صاف ہو رہی ہے - تو اس کے لئے آپ کا شکریہ۔"

سرکاری فیصلے سے لال بتی کا جانا وہ تو ایک نظام کا حصہ ہے۔ لیکن دل سے بھی ہمیں کوشش کر کے اسے نکالنا ہے۔ ہم سب مل کر کے بیداری کی کوشش کریں گے تو نکل سکتا ہے۔ نیو انڈیا کا ہمارا تصور یہی ہے کہ ملک میں وی آئی پی کی جگہ پر پی آئی کی اہمیت بڑھے۔ اور جب میں وی آئی پی کی جگہ ای پی آئی کہہ رہا ہوں تو میرا مطلب واضح ہے - ایوری پرسن از امپورٹنٹ۔ ہر شخص کی اہمیت ہے، ہر شخص کا حق ہے۔ سوا سو کروڑ ہم وطنوں کی اہمیت ہم قبول کریں، سوا سو کروڑ ہم وطنوں کا حق قبول کریں تو عظیم خواب کو پورا کرنے کے لیے کتنی بڑی طاقت متحد ہو جائے گی۔ ہم سب نے مل کر کرنا ہے۔

میرے پیارے ہم وطنوں، میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ ہم تاریخ کو، ہماری ثقافتوں کو، ہماری روایات کو، بار بار یاد کرتے رہیں۔ اس سے ہمیں توانائی ملتی ہے، ترغیب میں مدد دیتی ہے۔ اس سال ہم سوا سو کروڑ ہم وطنوں سنت رامانجاچاریہ جی کی 1000 ویں یوم پیدائش منا رہے ہیں۔ کسی نہ کسی وجہ ہم اتنے بندھ گئے، اتنے چھوٹے ہو گئے کہ زیادہ-زیادہ صدیوں تک ہی خیال کرتے رہے۔ دنیا کے دیگر ممالک کے لئے تو صدی کی بڑی اہمیت ہوگی۔ لیکن ہندوستان اتنی قدیم قوم ہے کہ اس کے نصیب میں ہزار سال اور ہزار سال سے بھی پرانی یادوں کو منانے کا موقع ہمیں ملا ہے۔ ایک ہزار سال پہلے کا معاشرہ کیسا ہوگا؟ سوچ کیسی ہوگی؟ تھوڑا

بھید بھاؤ تصور تو کیجئے۔ آج بھی سماجی رواجوں کو توڑ کر کے نکلنا ہو تو کتنی دقت ہوتی ہے۔ ایک ہزار سال پہلے کیسا ہوتا ہوگا؟ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ رامنجاچارہ جی نے سماج میں جو برائیاں تھیں، اونچ نیچ کے تاثرات تھے، چھوٹا چھوٹا کا اظہار تھا، نسل پرستی کے اثرات تھے، اس کے خلاف بہت بڑی جنگ لڑی تھی۔ خود نے اپنے طرز عمل کی طرف معاشرے جنہیں اچھوت مانتا تھا ان کو گلے لگایا تھا۔ ہزار سال پہلے ان کو مندر میں داخل کیلئے انہوں نے تحریک چلائی تھی اور کامیابی سے مندر میں داخل کروایے تھے۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہر دور میں ہمارے معاشرے کی برائیوں کو ختم کرنے کے لیے ہمارے معاشرے میں ہی عظیم انسان پیدا ہوئے ہیں۔ سنت رامنجاچارہ جی کی 1000 ویں یوم پیدائش منا رہے ہیں تب، سماجی اتحاد کے لئے، تنظیم میں طاقت ہے - اس اقتباس کو جگانے کے لیے ان سے ہم ترغیب حاصل کریں۔

حکومت ہند بھی کھلی لکھ کر 'سنت رامنجاچارہ' جی کی یاد میں ایک اسٹیمنٹ ریلیز کرنے جا رہی ہے۔ میں سنت رامنجاچارہ جی کو عزت سے نمٹتا ہوں، عقیدت-خراج عقیدت پیش کرتا ہوں -

میرے پیارے ہم وطنوں، کل 1 مئی کی ایک اور اہمیت ہے۔ دنیا کے بہت سے حصوں میں اسے 'یوم مزدور' کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ اور جب 'ورکرز دن' کے لئے آتا ہے، لیبر کی بحث ہوتی ہے، لیبررز کی بحث ہوتی ہے تو مجھے بابا صاحب امبیڈکر کی یاد آنا بہت فطری ہے۔ اور بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ آج کارکنوں کو جو کامیابی ملی ہیں، جو عزت ملی ہے، اس کے لیے ہم بابا صاحب کے شکر گزار ہیں۔ کارکنوں کی فلاح و بہبود کے لیے بابا صاحب کی شراکت ناقابل فراموش ہے۔ آج جب میں بابا صاحب کی بات کرتا ہوں، سنت رامنجاچارہ جی کی بات کرتا ہوں تو 12 ویں صدی کے کرناٹک کے عظیم سنت اور سماجی مصلح 'جگت گرو بسویشور' جی کی بھی یاد آتی ہے۔ کل ہی مجھے ایک تقریب میں جانے کا موقع ملا۔ ان کے وچنامرت کے مجموعہ کے اجرا کا وہ موقع تھا۔ 12 ویں صدی میں کنڈ میں انہوں نے لیبر، ورکرز اس پر شدید غور و فکر کی ہے۔ کنڈ زبان میں انہوں نے کہا تھا - "کائے کوئے کیلاس"، اس کا مطلب ہوتا ہے - آپ اپنے محنت ہی بھگوان شیو کے گھر کیلاش کو حاصل کر سکتے ہیں یعنی کہ اعمال ہی جنت کی کا حصول ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں کہیں تو لیبر ہی شیو ہے۔ میں بار بار "شرمیو-جیتے" کی بات کرتا ہوں - 'ڈیگنیٹی آف لیبر' کی بات کرتا ہوں۔ مجھے برابر یاد ہے ہندوستان مزدور یونین کے مفکر جنہوں کارکنوں کے لئے بہت غور و فکر کیا ایسے حضرات دتتوپنت ٹھینگڑی کہا کرتے تھے - ایک طرف ماؤ نواز سے متاثر خیال تھا کہ "دنیا کے مزدور ایک ہو جاؤ" اور دتتوپنت ٹھینگڑی کہتے تھے "مزدوروں آؤ دنیا کو ایک کریں -" ایک طرف کہا جاتا تھا - 'دنیا بھر کے مزدور متحد ہوں' ہندوستانی غور و فکر سے نکلی ہوئی نظریات کو لے کر کے دتتوپنت ٹھینگڑی کہا کرتے تھے - 'مزدور دنیا کو متحد کریں' آج جب کارکنوں کی بات کرتا ہوں تو دتتوپنت ٹھینگڑی جی کو یاد کرنا بہت فطری بات ہے -

میرے پیارے ہم وطنوں، کچھ دن کے بعد ہم بدھ پورنما منائیں گے۔ دنیا بھر میں بھگوان بدھ سے جڑے ہوئے لوگ جشن مناتے ہیں۔ دنیا آج جن مسائل سے دوچار ہے تشدد، جنگ، وناشلیلا، ہتھیاروں کا مقابلہ، جب یہ ماحول ہے تو تب، بدھ کے خیال بہت ہی موزوں لگتا ہے اور ہندوستان میں تو اشوک کی زندگی جنگ سے بدھ کے سفر کی بہترین علامت ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ بدھ پورنما کے اس عظیم موقع پر اقوام متحدہ کی جانب سے ویسک ڈے منایا جاتا ہے۔ اس سال یہ سری لنکا میں ہو رہا ہے۔ اس مقدس تہوار پر مجھے سری لنکا میں بھگوان بدھ کو احترام-سمن عقیدت پیش کرنے کا ایک موقع ملے گا۔ ان کی یادوں کو تازہ کرنے کا موقع ملے گا۔

میرے پیارے ہم وطنوں، ہندوستان میں ہمیشہ 'سب کا ساتھ سب کا وکاس' اسی منتر کو لے کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کی ہے - اور جب ہم سب کا ساتھ سب کا وکاس کہتے ہیں، تو وہ صرف ہندوستان کے اندر ہی نہیں - عالمی ماحول میں بھی ہے۔ اور خاص کر کے ہمارے آس پاس کے ممالک کے لئے بھی ہے۔ ہمارے آس پاس کے ممالک کا ساتھ بھی ہو، ہمارے آس پاس کے ممالک کی ترقی بھی ہو۔ مختلف کوششیں چلتی ہیں۔ مئی کو ہندوستان جنوب ایشیا سیٹیلانٹ لانچ کرے گا۔ اس سیٹیلانٹ کی صلاحیت اور اسی سہولیات کو جنوب ایشیا کی اقتصادی اور ترقیاتی ترجیحات کو پورا کرنے میں کافی مدد کرے گا۔ چاہے قدرتی وسائل کا پتہ لگانے کی بات ہو، ٹیلی - میڈیسن کی بات ہو، ایجوکیشن کے شعبے ہو یا مزید گہرے آئی ٹی کنکٹی ویٹی ہو، عوام سے عوام کا رابطہ کرنے کی کوشش ہو۔ ساؤتھ ایشیا کا یہ سیٹیلانٹ ہمارے پورے علاقے کو آگے بڑھنے میں مکمل مدد گار ہو گا۔ پورے جنوب ایشیا کے ساتھ تعاون بڑھانے کے لیے ہندوستان کا ایک اہم قدم ہے - انمول نذرانہ ہے - جنوب ایشیا سے ہماری وابستگی کی یہ ایک مناسب مثال ہے - جنوبی ایشیائی ممالک جو ساؤتھ ایشیا سیٹیلانٹ سے جڑے ہوئے ہیں ان سب کا اس اہم کوشش کے لئے استقبال کرتا ہوں، مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میرے پیارے ہم وطنوں گرمی بہت ہے، اپنوں کو بھی سنبھالیے، خودکو بھی سنبھالیے، بہت بہت مبارکباد - شکریہ -

(م ن - رض - م ج - ت ح - 30-04-2017)

U-2069

■

—

~

]

...